رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۴۱ | ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۳۰ ستمبر کو منالی ضلع کانگڑہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور اور اہلبیت کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب شملہ سے تشریف لے آئے ہیں۔

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

یوم التبلیغ کی وجہ سے ۳۰ ستمبر مرکزی دفاتر میں تعطیل رہی۔ اور تمام چھوٹے بڑے کارکنوں نے تبلیغ احمدیت میں حصہ لیا۔

لوکل جماعت احمدیہ قادیان کا یوم التبلیغ

لوکل جماعت احمدیہ قادیان نے ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء کا یوم التبلیغ نہایت شاندار طریق سے منایا۔ اور سوائے کسی معذور کے تمام چھوٹے بڑے مردوں اور لڑکوں نے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کی۔ اس دفعہ ہر محلہ کے سپرد ارد گرد کے دیہات کا علیحدہ علیحدہ حلقہ کر دیا گیا تھا۔ اور ہر محلہ نے اپنے علاقہ کے دیہات میں وفود بھیجے۔ ایسے وفود قریباً ستر۔ اسی دیہات میں بھیجے گئے۔ اور سات آٹھ صد کے قریب اصحاب ارد گرد کے دیہات میں تبلیغ کے لئے گئے۔ جنہیں تقسیم کرنے کے لئے کافی تبلیغی لٹریچر بھی دیا گیا۔

اڑھائی صد آدمی مرکز میں تبلیغ اور پہرہ وغیرہ کا انتظام کرنے کے لئے رکھے گئے۔ مکانات اور دوکانوں وغیرہ کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ آٹھ بجے کے بعد احمدیوں کی تمام دوکانیں بند ہو گئیں۔ اور سارا دن بند رہیں۔ جن اصحاب کو سفر درپیش تھا۔ انہوں نے اپنے ہم سفروں میں تبلیغ کی۔ اور لٹریچر تقسیم کیا۔ بعض دوست اپنے اپنے رشتہ داروں کے ہاں دوسرے مقامات پر تبلیغ کے لئے گئے۔ بعض نے ان کو تبلیغی خطوط لکھے۔ اور لٹریچر ارسال کیا۔ تبلیغ کے لئے جانے والوں کو سلسلہ کے مسائل اور ان کے دلائل سے آگاہ کرنے کے لئے ۲۹ ستمبر کی شب جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے محلہ دار الرحمت کی مسجد میں اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے مسجد اقصٰے میں تقریریں کیں

غرض لوکل جماعت احمدیہ نے نہایت شاندار طریق پر اور ہمہ تن مصروف ہو کر اپنا فرض ادا کیا۔ اور ہر شخص نے اپنی ہمت اور سمجھ کے مطابق وہ عظیم الشان پیغام پہونچانے کی کوشش کی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

تبلیغی وفود کی سرگرمیوں کا ذکر انشاء اللہ العزیز اگلے پرچہ میں کیا جائے گا۔

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میرے شوہر کئی روز سے قلبی عارضہ سے بیمار اور فیروز پور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ صحت عطا کرے۔ خاکسار بیگم مسعود احمد رشید۔ ایس۔ ڈی۔ او۔ فاضلکا :۔ (۲) ہمارا ایک دیوانی مقدمہ عرصہ آٹھ سال سے چل رہا ہے جس کی وجہ سے ہم کو سخت پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ہائی کورٹ میں اپیل دائر ہے۔ اور عنقریب سماعت ہونے والی ہے۔ احباب ہماری کامیابی کے لئے درد دل سے دُعا فرمائیں۔ خاکسار سید عنایت علی شاہ لدھیانہ

(۳) عرصہ سے ہم بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے ۔ میرے سسرال والے بھی بعض مشکلات میں ہیں۔ ان کے لئے بھی دُعا کی جائے۔ نیز ہماری جماعت کے بزرگ سید اسد اللہ شاہ صاحب بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دُعا کی جائے :۔ خاکسار سید محمد عبد الرحیم۔ ...

(۴) میاں فضل حق صاحب متعلم ... ہائی سکول امرتسر کی سالانہ امتحان میں کامیابی کے لئے دوست دعا کریں۔ خاکسار رحمت اللہ از جگہ۔ (۵) ماسٹر رکن الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ... کی ترقی و مستقلی کا معاملہ درپیش ہے۔ احباب دُعا کریں۔ ناظر بیت المال۔ قادیان :۔

ولادت

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا سے مجھے تیسرا لڑکا عنایت فرمایا ہے۔ احباب مولود کے لئے درازیٔ عمر اور سعادت دارین کی دُعا کریں۔ خاکسار نفیر احمد خان جالندھر چھاؤنی :۔

دعائے مغفرت

۱۔ میرے قدیم مخدوم اور احمدیت کے متعلق بریلی جیسے مقام میں میرے دست راست حضرت حاجی غلام جبار صاحب جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ بریلی ۱۴-۱۵ ستمبر کی درمیانی شب میں فوت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ برادران و بزرگان ملت سے درخواست دعائے مغفرت ہے۔ مرحوم نے اولاد نرینہ بفضلہ تعالےٰ بہت سعید چھوڑی ہے۔ تین فرزند ہیں۔ تینوں بھائی بفضلہ تعالےٰ نیک اور سعید ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور ترقی و فلاح دارین عطا کرے۔ خاکسار مختار احمد مختار شاہجہانپوری۔ از بریلی۔ (۲) میرا لڑکا ۱۴ر ستمبر فوت ہو گیا احباب دُعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبد العزیز از امرتسر

(۳) میری ہمشیرہ ۱۰ر ستمبر ۸ بجے صبح فوت ہو گئی۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد شفیع از الہ آباد

(۴) افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ مبارک احمد جو مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کا پوتا اور رحمت اللہ صاحب کا اکلوتا بیٹا ۲۰ سالہ نوجوان تھا۔ ۲۴ر تاریخ دہلی میں موٹر کے نیچے آکر فوت ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ اور والدین کے لئے نعم البدل کی دُعا کریں :۔

مولوی ظہور شاہ صاحب کو اطلاع

مولوی ظہور شاہ صاحب کو جو احمدیت کے خلاف جھوٹ اور کذب بیانی کرتے رہتے ہیں۔ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگر انہیں احقاق حق منظور ہے تو سیدھا طریقہ اختیار کریں۔ وقت اور تاریخ کی تعیین کر کے بر اثنائے تبلیغ کے ساتھ مخلوق خدا کے سامنے مباحثہ یا مناظرہ تحریری یا تقریری جس مضمون پر مرضی ہو۔ کر کے فیصلہ کر لیں۔ مقام مناظرہ پنڈ دادنخان کھیوڑہ۔ چواسیدن شاہ میں سے جو چاہیں مقرر کر لیں :۔

احقر ملک محمد ہاشم۔ احمدی۔ از کھیوڑہ نمک :۔

منارۃ المسیح کے چندہ ہشتوں لیٹ کا موقعہ

منارۃ المسیح کے لئے کچھ جدید اخراجات نکلے ہیں جس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے یہی مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اپنا نام منارۃ المسیح پر کندہ کرانے کے متمنی تھے۔ اور اس کام کی تکمیل کی وجہ سے انہیں اس مقدس تاریخی یادگار کے لئے چندہ دینے کا موقعہ نہیں ملا تھا اب ان کے لئے یہ موقعہ نکل آیا ہے۔ کہ وُہ منارۃ المسیح کی مرمت میں حصہ لے کر اس عظیم الشان ثواب میں شریک ہو جائیں۔ جس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نور مخلصین انصار کو ایک اشتہار کے ذریعہ دعوت دی تھی۔ پس جو دوست اس مقدس کام میں شریک ہو کر اپنا نام منارۃ المسیح پر کندہ کرانے کے خواہشمند ہوں۔ وُہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ منظوری ملنے پر اس مد میں مبلغ کیصد روپیہ چندہ بھجوانے کا انتظام کرنا ہوگا۔ ناظر بیت المال قادیان۔

سنہ ۱۹۳۴ء کا یوم سیرت النبیؐ

اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے احباب جماعت احمدیہ یوم التبلیغ کے متعلق اپنا فرض ادا کر چکے۔ اب انہیں چاہیئے۔ کہ یوم سیرت النبیؐ کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد میں لگ جائیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کے لئے جس قدر کوشش کر سکیں کریں :۔

جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے۔ اس مقدس تقریب کے لئے ۲۵ر نومبر ۱۹۳۴ء کی تاریخ مقرر ہے۔ اور اس کے لئے حسب ذیل مضمون رکھے گئے ہیں :۔

(۱) ازدواجی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ :۔

(۲) تبلیغ حق کا فریضہ آپؐ نے کس طرح ادا فرمایا :۔

احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے ہاں اعلیٰ پیمانہ پر جلسے کرنے کی کوشش کریں :۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطباتِ جمعہ

کچھ عرصہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات جمعہ اخبار میں درج نہیں ہوئے ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حضورؓ نے یہ خطبات مسلسل مرکزی نظام کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں اور معاملات کی اہمیت کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ حضورؓ کی نظر ثانی کے بعد شائع کئے جائیں۔ انشاء اللہ حضور کی تشریف آوری پر انہیں سلسلہ وار شائع کیا جا سکیگا :۔

طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کو اطلاع

مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی انشاء اللہ تعالےٰ تعطیلات کے بعد ۶۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء بروز ہفتہ کو باقاعدہ کھل کر پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ جملہ طلباء مدرسہ ہذا بر وقت حاضر ہونے کے لئے ۵ر اکتوبر ۱۹۳۴ء بروز جمعہ تک ضرور حاضر ہو جائیں۔ تا پڑھائی میں حرج واقعہ نہ ہو :۔

خاکسار انچارج تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ قادیان

236

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

گاندھی جی غلط کہتے ہیں یا کانگرسی

گاندھی جی نے حال میں کانگرس سے علیحدگی اختیار کرنیکے متعلق جو اعلان کیا ہے۔ اس میں اپنی پالسی اور اپنے پروگرام کے ناکام ہونے کا کھلا کھلا اعتراف کر لیا ہے۔ انہوں نے جہاں مجمل طور پر یہ کہا ہے کہ

"بہت سے کانگرسی احباب اور میرے نظریہ میں نہایت اہم اختلاف ہو گیا ہے۔ اور وہ اختلاف روز بروز بڑھ رہا ہے اور میں ایک ایسے رستہ کے عین اُلٹ جا رہا ہوں جس کو کانگرس میں موجودہ بہترین روشن دماغ اصحاب بخوشی اختیار کرتے"

وہاں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ چرخہ۔ کھدر۔ عدم تشدد۔ اور ستیہ گرہ وغیرہ باتوں پر عمل کرانے میں انہیں سخت ناکامی ہوئی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"کھدر کے متعلق کانگرس آئین میں جو شرط ہے۔ اس پر بہت کم عمل کیا گیا ہے۔ اور ایسے بہت سے کانگرسی اصحاب ہیں جنہوں نے مجھے ایک بار نہیں۔ کئی بار کہا۔ کہ کانگرس میں کھدر کی شرط پر عمل نہ کئے جانے۔ اور اس انجمن میں اس وجہ سے ٹھگ بازی داخل ہو جانے کی تمام تر ذمہ داری میرے ہی سر پر عائد ہوتی ہے"

چرخہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

"میرے نزدیک قوم کا یہ دوسرا پھیپھڑا ہے۔ لیکن باوجود اس کے بہت تھوڑے کانگرسیوں کو ہی چرخہ کی اس قدر اہمیت میں اعتقاد ہے"

عدم تشدد کی نسبت فرماتے ہیں:-

"چودہ سال کے تجربہ کے بعد بھی کانگرسیوں کی اکثریت اس کو بطور پالیسی کے اختیار کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ میرے لئے یہ ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ لیکن ہم دہشت پسندوں پر بھی یہ بات واضح نہ کر سکے۔ کہ عدم تشدد پر ہمارا ان کے تشدد پر یقین کے مقابلہ میں زیادہ یقین ہے۔ بلکہ ہم میں سے کئی لوگوں نے الٹا ان کو یہ محسوس کرانے کی کوشش کی۔ کہ ہمارے دلوں میں بھی انتہائی تشدد بھرا ہے۔ جتنا کہ ان کے دلوں میں۔ ہم صرف تشدد کرنے میں اعتقاد نہیں رکھتے۔ اس پر دہشت پسندوں نے بجا طور پر کہا۔ کہ تشدد میں تو دونوں اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم عدم تشدد پر عملاً۔ فعلاً اور قولاً کاربند نہیں رہتے"

ستیہ گرہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"اگر ابھی تک عدم تشدد کے متعلق لوگ اس قدر ڈھلمل یقین ہیں۔ تو پھر ستیہ آگرہ کے متعلق ان کا اعتماد۔ اور بھی ڈھیلا ہوگا"

غرض اس طرح انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حکومت کے مقابلہ میں ان کو جو ناکامی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ ان کا پروگرام فضول اور لغو تھا۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ان کے پیشکردہ پروگرام پر پوری طرح عمل نہیں کیا گیا۔ اور چونکہ آئندہ ناممکن ہے۔ کہ لوگ ان کے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے وہ علیحدگی اختیار کرنا چاہتے ہیں:-

کئی سال تک لوگوں کی اندھادھند وفاداری سے فائدہ اٹھانے۔ انہیں تباہ و برباد کرنے۔ مصائب و آلام کا شکار بنانے اور آخر کار ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں گرا دینے کے بعد گاندھی جی کا جو جی چاہے۔ کہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر ان کے پروگرام میں کچھ بھی معقولیت ہوتی اور اس میں کامیابی کا کوئی بھی شائبہ پایا جاتا۔ تو جس فداکاری اور جاں نثاری سے ملک نے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے ضرور کچھ نہ کچھ مفید نتیجہ نکلتا۔ اور آج گاندھی جی کو ناکامی کا الزام ان لوگوں پر نہ تھوپنا پڑتا۔ جنہوں نے ان کی خاطر اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر لیا۔ مگر جہاں گاندھی جی کے دل میں مہاتما کہلا کر اور عدم تشدد کا موجد بن کر اپنی غلط اور تباہ کن پالیسی کی قربان گاہ پر ہزارہا لوگوں کا خون بہاتے ہوئے انہیں بربادی کی آگ میں جھونکتے ہوئے انہیں عدم تعاون اور ستیہ آگرہ کی دیوی کی بھینٹ چڑھاتے ہوئے ذرہ بھر بھی رحم کا مادہ نہ پیدا ہوا۔ اور جو اس وقت تک نہایت سرگرمی اور لاپرواہی کے ساتھ یہ کھیل کھیلتے رہے۔ جب تک حکومت نے انتہائی کوشش کے ساتھ اسے ختم نہ کر دیا۔ وہاں اب وہ نہایت بے رحمی سے ناکامی و نامرادی کا سارا الزام تباہ حال لوگوں پر لگا رہے ہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے۔ کہ گاندھی جی نے جو کچھ بھی کہا۔ لوگوں نے اندھادھند اور سوچے سمجھے بغیر اس پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ اپنی عقل و سمجھ کو بالکل معطل کر کے اور یہ سمجھ کر عمل کرنے کی کوشش کی۔ کہ اگر ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو گاندھی جی کہدیں گے۔ کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی۔ ورنہ سوراجیہ اور مکمل آزادی حاصل ہو ہی چکی تھی۔ لیکن جب پروگرام ہی فضول اور محض واہی امور پر مشتمل ہو۔ تو کامیابی کیسی۔ آخر وہی ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ اور جس کے متعلق ہر قدم پر گاندھی جی اور ان کے پیرؤوں کو آگاہ کیا جاتا رہا:-

آج ایک طرف گاندھی جی یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ لوگوں نے پیش کردہ پروگرام پر صدق دلی کے ساتھ چونکہ عمل نہیں کیا۔ اس لئے ناکامی ہوئی ہے۔ اور دوسری طرف ان کے پیرو یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ "مہاتما جی غلط کہتے ہیں" اور اس کا ثبوت یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ

"جہاں تک سیاسی پروگرام کا تعلق ہے۔ کسی شخص کو اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ کانگرس کے روشن دماغ طبقہ نے اس پروگرام پر ظاہری و باطنی طور پر عمل کیا ہے۔ آپکے ایک اشارہ سے ہزاروں اشخاص جیلوں میں چلے گئے۔ اپنی جائدادیں ضبط کرا دیں۔ گھر بار چھوڑ دیا۔ تمام عیش و آرام پر لات مار کر دُور دُور دیہات میں آپ کا سندیش پہنچایا۔ گرمی سردی کی تکلیف برداشت کی۔ برطانوی گورنمنٹ جیسی زبردست طاقت سے ٹکر لگائی۔ یہ پالسی غلط تھی۔ یا درست۔ مگر یہ سب کچھ آپ کے ایما سے ہوا.......... جب آپ نے پچھلے پروگرام کو چھوڑا۔ اور ایک نیا تعمیری پروگرام کانگرسیوں کے سامنے رکھا۔ تو اس پر بھی باقاعدہ عمل درآمد شروع ہو گیا پھر نہ معلوم آپ یہ کس طرح سمجھتے ہیں۔ کہ سمجھدار کانگرسیوں نے آپ کے پروگرام کو عملی جامہ نہیں پہنایا.......... ایسے حالات میں مہاتما جی کا یہ کہنا کہ کانگرسیوں نے ان کے پروگرام پر عمل نہیں کیا۔ ان کانگرسیوں کے جذبات کو ٹھیس پہونچائیگا جنہوں نے آپ کے پروگرام پر عمل کرتے ہوئے مصائب برداشت کئے۔ اگر وہ واقعی عمل نہ کرتے۔ تو آپ کا کہنا بالکل بجا ہوتا۔ مگر موجودہ حالات میں انہیں ملزم گرداننا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ان کے ساتھ تو وہی ہوا۔ کہ

نہ خدا ہی ملا۔ نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے" (پرتاپ ۲۱ ستمبر)

ہمارے نزدیک بھی گاندھی جی غلط کہہ رہے ہیں۔ جس حد تک ممکن تھا۔ کانگرسیوں نے ان کے پیشکردہ پروگرام پر عمل کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور اگر کسی بات پر وہ عمل نہیں کر سکے۔

تو اس لئے نہیں۔ کہ عمل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ وُہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وُہ بات ہی ایسی اوٹ پٹانگ ہوتی۔ کہ اسے عمل میں لانا محال تھا۔ مثلاً عدم تشدد کو جس رنگ میں گاندھی جی نے پیش کیا۔ وُہ انسانی فہم وفراست سے بالاتر چیز تھی۔ ہر قسم کے اشتعال اور منافرت کے سامان فراہم کر دینے اور سخت عداوت اور دشمنی پیدا کر دینے کے بعد یہ کہنا کہ تشدد کے قریب نہ جاؤ۔ بالکل ناقابل عمل اور فطرت انسانی کے خلاف بات ہے۔ لیکن گاندھی جی نے ایسا ہی کیا۔ اور آج انہیں خود اعتراف ہے۔ کہ " اگر کانگرسی عدم تشدد کو بطور عقیدہ اختیار نہیں کرتے۔ تو اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ اس میں میرا ہی قصور ہے۔ اور وُہ اس طرح۔ کہ میں شائد عدم تشدد کو لوگوں کے سامنے واضح نہیں کرسکا۔ اور اسے پیش کرنے میں خامیاں رہ گئی ہیں " اور ستیہ گرہ کے متعلق تو انہوں نے یہاں تک کہدیا ہے۔ کہ " گو میں نے ستیہ گرہ کے ساتھ گزشتہ ۲۷ برس تک تجربہ کیا۔ لیکن ابھی تک یہ دعوےٰ نہیں کرسکتا۔ کہ میں اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہوں۔ اس سلسلہ میں زیادہ ریسرچ بھی نہیں ہوسکتی .... چونکہ اپنے تمام لوگوں میں سے صرف میں ہی اس کے متعلق ماہر تھا۔ چاہے میرا علم کتنا ہی نامکمل کیوں نہ ہو۔ اس لئے میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے ستیہ اگرہ پر عمل صرف میرے تک ہی محدود رہنے دیا جائے "

کس قدر ظلم ہے۔ کہ جس امر کے متعلق اس کے موجد کو بھی پوری واقفیت نہیں۔ اس پر سارے ملک کو عمل کرنے کیلئے کہا جاتا تھا۔ غرض گاندھی جی کا پروگرام عقل وعمل سے کوسوں دُور تھا۔ اور باوجود انتہائی کوشش کے ممکن نہ تھا۔ کہ اس کے ذریعہ کامیابی حاصل ہوسکے۔ چنانچہ آج اس ناکامی کا اعتراف بڑے بڑے گاندھی پرست بلکہ خود گاندھی جی کر رہے ہیں کاش اس سے وُہ کوئی مفید سبق حاصل کریں :-

جمعیۃ العلماء اور گاندھی جی

پچھلے دنوں گاندھی جی کے متعلق جب یہ خبر شائع ہوئی کہ انہوں نے سیاسیات سے علیحدہ ہوجانے کا ارادہ کرلیا ہے تو جمعیۃ العلماء دہلی کے آرگن " الجمعیۃ " نے اس کی بڑے اہتمام کے ساتھ تردید کی۔ اور اسے " گاندھی جی کے متعلق غلط پروپیگنڈا " قرار دیتے ہوئے لکھا :-

" یہ سب کچھ اس لئے کیا جارہا ہے۔ کہ گاندھی جی سچ مچ کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اور مالوی جی کے مقاصد مشومہ کی تکمیل کے لئے راستہ صاف ہوجائے۔ لیکن جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں۔ گاندھی جی اس نازک مرحلہ پر ایسی غلطی نہیں کریں گے "

لیکن گاندھی جی نے ان لوگوں کے اخلاص کی بھی کوئی پرواہ نہ کی جنہوں نے اپنا دین وایمان ان کے حوالے کر دیا۔ اور ان کی تائید میں قرآن اور احادیث کے حوالے پیش کرتے ہوئے ذرا نہ شرماتے تھے۔ اب معلوم نہیں سیاسیات میں وُہ کسے اپنا امام منتخب کریں گے :-

ہندو دھرم میں ہولناک افعال

ہندوؤں کو حکومت انگریزی کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے انہیں ایسے ایسے ہولناک افعال سے بچالیا۔ جو مذہب کے نام پر نہایت مقدس سمجھکر ان میں رائج تھے۔ اور جن کے ذکر سے بھی انسانیت شرما جاتی ہے۔ مدراس کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں ایک ایسا میلہ لگتا ہے۔ جس میں پہلے پختہ اور راسخ الاعتقاد ہندو اس طریق سے مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ کہ اپنے جسم میں میخیں گاڑ کر ان کے ساتھ لٹک جاتے تھے اب گورنمنٹ نے اس کی ممانعت کر دی ہے۔ اور لوگوں نے اس رسم کو پُورا کرنے کے لئے ایک بُت بنا رکھا ہے جس کے جسم میں میخیں گاڑ کر اسے کھونٹی سے لٹکا دیا جاتا ہے مگر بعض لوگ اب بھی اصلی صورت میں یہ نظارہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو روکنے کے لئے ایک اعلیٰ حاکم اور پولیس کی جمعیۃ موجود رہتی ہے۔ چنانچہ حال کے میلہ کے موقعہ پر اس قسم کے ایک خوش عقیدہ ہندو کو پولیس نے اس وقت تک زیر حراست رکھا۔ جب تک میلہ ختم نہ ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ ہندو دھرم کس قسم کی تہذیب وتمدن کا مالک ہے۔ اور انسانی زندگی کے متعلق وُہ کیسا ہولناک رویہ رکھتا ہے :-

ریاست کشمیر کے چماروں کے متعلق مُسلمانوں کا فرض

آریہ اخبارات نے لکھا ہے۔ کہ ریونیو منسٹر ریاست کشمیر نے وزیر وزارت میرپور کے اس فیصلہ کو منسوخ کر دیا ہے جس میں انہوں نے چماروں کو غیر ہندو قرار دیتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ تبدیلِ مذہب کے بارے میں ہندو لاء کا اطلاق ان پر نہیں ہوسکتا۔ یعنی ان کو اپنی جائداد سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ گویا ریونیو منسٹر نے چماروں کو جن کے سایہ تک سے ہندو دُور بھاگتے ہیں اور جنہیں کتوں اور بلیوں سے بدتر سمجھتے ہیں ہندو قرار دے کر مجبور کر دیا ہے۔ کہ یا تو وُہ حد درجہ کی ذلیل اور شرمناک زندگی بسر کرتے رہیں۔ اور ہندوؤں کے مظالم کا نشانہ بنے رہیں۔ یا تبدیل مذہب کرنے پر اپنے مال و اسباب اور جائداد سے محروم ہوجائیں۔ یہ بے چارے چماروں کے ساتھ اتنی بڑی بے انصافی ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اور اسلام کے متعلق ایسا افسوسناک رویہ ہے۔ جسے ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اور ریاست کو معلوم ہے۔ کہ مسلمانوں میں اس کے متعلق کس قدر شدید رنج کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ چماروں کے متعلق جو فیصلہ کیا گیا ہے۔ وُہ منسوخ کرایا جائے۔ اور ہم مہاراجہ بہادر سے توقع رکھتے ہیں کہ وُہ چماروں کے ساتھ اس قدر غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ سلوک روا نہ رکھنے دینگے :-

اچھوت اقوام اور مُسلمان

اخبار " ملاپ " میں سکھر کی آریہ سماج کے سکرٹری کا ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں مذہبی سکھوں کے ایک لیڈر کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس نے سکھوں اور ہندوؤں کے ناروا سلوک کی سخت شکایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم روز روز کی بے عزتی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس سوسائٹی میں ہمارے ساتھ برادرانہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ ہم اس میں رہنے کو تیار نہیں۔ اس لئے ہم ضرور مُسلمان ہوجائیں گے :-

جب آریوں نے اسے اپنے ارادہ سے برگشتہ کرنا چاہا۔ تو اس نے کہا " آپ تحقیقات کرلیں۔ میں کسی عورت کے لئے مسلمان نہیں ہوتا۔ روپے پیسے کے لئے مسلمان نہیں ہوتا مجھے کسی مسلمان نے بہکایا نہیں۔ بلکہ میں خود اسلام کو دعوت دوں گا۔ کیونکہ وہاں سب کے ساتھ یکسانیت کا برتاؤ کیا جاتا ہے "

اس سے جہاں آریوں کی اس بے ہودہ سرائی کی تردید ہوتی ہے۔ کہ ہندوؤں سے مسلمان ہونے والے کسی ناجائز لالچ کی خاطر مسلمان ہوتے ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن اقوام کو اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ اور جن سے خلاف انسانیت سلوک کیا جاتا ہے۔ ان پر اسلام کی خوبی اور اسلامی مساوات کا عمدہ اثر ہے۔ اور وُہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان ہوکر عزت کی زندگی بسر کریں ایسا صورت میں مسلمانوں کا جو فرض ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کاش وُہ اس فرض کو پہچانیں۔ اور خدا کی مصیبت زدہ مخلوق کو باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے کے لئے ہر قسم کی کوشش کرنا اپنی سعادت سمجھیں :-

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعودؑ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نصرت

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کا نظارہ

ماموریں کی صداقت کا ایک معیار

اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں جب بھی کوئی مامور و مرسل مبعوث ہوتا ہے۔ وہ چونکہ خدا تعالیٰ کا پیارا اور محبوب ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اس کی صداقت اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ دنیا سے ممتاز طور پر وہ سلوک نہ کرے۔ جو وہ اپنے پیاروں اور محبوبین کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص دعوے ماموریت تو کرتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ سلوک نہیں ہوتا۔ جو خدا کا اپنے پیاروں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا سمجھا جائے گا۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی نیابت کا خلعت پہنائے۔ مگر اس پر اپنی تجلیات کا ظہور نہ کرے۔ اور غیر معمولی نصرت و تائید کر کے اپنی محبت کا ثبوت دنیا پر ظاہر کرے؛

دنیا کے بادشاہوں کا دستور ہے۔ کہ جب وہ کسی کو اپنا نائب بنا کر کسی ملک میں حکومت یا اصلاح رعیت کے لئے بھیجتے ہیں۔ تو اس کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور جب بھی ضرورت ہو۔ اس کی نصرت کے لئے سامان مہیا کرتے ہیں جب معمولی دنیا دار بادشاہ اس امر کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ تو کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ایک شخص کو مامور کرے مگر اس کی مدد نہ کرے۔ پس بطور اصل یہ امر ثابت ہے۔ کہ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہونے کا مدعی ہو۔ اور من جانب اللہ اس کی نصرت و تائید بھی ہوتی ہو۔ تو وہ سچا اور راست باز ہو گا۔ بخلاف اس کے جس کی نصرت و تائید کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات رحمت میں کوئی حرکت پیدا نہ ہو وہ صادق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے گا کیونکہ یہ ممکن نہیں۔ کہ ایک جھوٹے اور شریر سے جو مخلوق خدا کو گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ کرے۔ اور اپنے نام پر اسے دھوکا دہی کا موقعہ دیتا جائے۔

ماموریں کی نصرت کا وعدہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ معیار صداقت کئی مقام پر بیان فرمایا ہے۔ مثلاً فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پر فرض کر لیا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی فرماتا ہے۔ ان اللہ قوی عزیز۔ یعنی خدا تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔ اس نے اپنی قوت اور غلبہ کے اظہار کے لئے یہ قانون بنا دیا ہے۔ کہ جب کسی رسول کو مبعوث کرے۔ تو اسے غلبہ دے۔ پھر فرماتا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد - یعنی ہم ضرور اپنے رسولوں۔ اور ان لوگوں کی جو ان پر ایمان لاتے ہیں۔ اس دنیا میں اور اگلے جہان میں بھی مدد کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح فرماتا ہے اللہ یسلط رسلہ علیٰ من یشاء واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے۔ تسلط عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ان آیات میں بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غلبہ عطا فرماتا۔ اور انہیں مخالفین پر تسلط و اقتدار بخشتا ہے۔ خواہ جسمانی رنگ میں۔ خواہ روحانی رنگ میں؛

جھوٹے مدعیوں کی ہلاکت

اس کے بالمقابل قرآن کریم نے بتایا ہے۔ کہ اگر کوئی جھوٹا دعوے ماموریت کرے۔ تو بہر حال اسے سزا ملتی ہے۔ اور وہ کسی صورت میں بھی الٰہی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ یعنی اگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہم پر جھوٹ باندھ رہے ہوتے۔ تو ہم ان کا دایاں بازو پکڑ کر رگ جان کاٹ دیتے۔ یعنی نصرت و تائید کا دروازہ بند کر کے اسے ہلاکت کا منہ دکھاتے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ہر لحظہ یہ ترقی و عروج کی طرف اپنا قدم بڑھاتے جا رہے ہیں اس لئے ثابت ہوا۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں۔ دوسری جگہ فرماتا ہے

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب باٰیٰتہ انہ لا یفلح الظٰلمون - یعنی اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا - یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا؛

حضرت مسیح موعودؑ کے حالات پر نظر

اس سنت الٰہی اور ازلی قانون کے مطابق جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کی صداقت روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گو ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے مامور ہمیشہ اعلیٰ خاندانوں میں سے ہوتے ہیں۔ تا لوگوں کے لئے ان کی اقتداء میں حسب و نسب کے لحاظ سے کوئی روک پیدا نہ ہو۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ کہ آپ کا خاندان دنیوی وجاہت کے لحاظ سے اپنی شان و شوکت بہت حد تک کھو چکا تھا۔ ریاست اور جاگیر کا اکثر حصہ ضائع ہو چکا تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیوی وجاہت اور مال کے لحاظ سے کوئی ایسی فوقیت حاصل نہ تھی۔ کہ کہا جا سکے۔ لوگوں نے اپنی اغراض و مقاصد کے ماتحت آپ کو قبول کر لیا؛

پھر آپ کی ظاہری تعلیم بھی غیر معمولی نہ تھی۔ اور آپ اپنے زمانہ کے مشاہیر علماء میں نہ گنے جاتے تھے۔ پس یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ بوجہ بہت بڑا عالم ہونے کے لوگوں نے آپکو قبول کر لیا۔ لوگ بسا اوقات کسی شخص کی طرف اس وجہ سے بھی متوجہ ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ پیروں۔ گدی نشینوں یا صوفیوں کے کسی خاندان سے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن آپ کے لئے یہ صورت بھی نہ تھی؛

دنیاوی لحاظ سے کسی ممتاز عہدے پر فائز ہونا بھی ایک ایسی چیز ہے۔ جو لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے مگر آپ اس سے بھی محروم تھے۔

مختصر یہ کہ آپ ایک تارک الدنیا شخص کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ قرب و جوار کے باشندے بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔ اور اس طرح آپ کی ترقی کے لئے ظاہری سامان بالکل معدوم تھے۔

ترقی میں مختلف روکیں

پھر ممکن سے ممکن روکیں جو کسی شخص کی ترقی میں حائل ہو سکتی ہیں۔ وہ آپ کے رستہ میں تھیں۔ سب سے بڑی روک ظاہری ترقی میں آپ کا دعوے ہی تھا۔

"علماء" کہلانے والے اگر آپ کے دعوے کو مان لیتے۔ تو چونکہ اس کے نتیجہ میں ان کی وہ حکومت جاتی رہتی۔ جو انہیں سینکڑوں سال سے لوگوں پر حاصل تھی۔ اس لئے وہ طبعاً آپ کے مخالف تھے؛

گدی نشین بھی آپ کے مخالف تھے۔ کیونکہ آپ پر ایمان لانے سے ان کی بھی روزی بند ہو جاتی۔ اور پیری چھوڑ کر مرید بننا پڑتا؛

امراء بھی آپ کے مخالف تھے۔ کیونکہ آپ احکام اسلام کی پابندی کروانا چاہتے تھے۔ اور انہیں اس قسم کی پابندی کی عادت نہ تھی۔ وہ عیش و آرام میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتے تھے؛

غیر مذاہب کے لوگ بھی آپ کے دشمن تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ اس شخص کی تعلیم اگر دنیا میں پھیل گئی۔ تو ہمارے باطل مذاہب نابود ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ بھی آپ کی ہر طرح سے مخالفت کرتے۔ اور چاہتے کہ آپ اور آپ کی تعلیم کو مٹا کر دم لیں؛

حکام وقت بھی آپ کے مخالف تھے۔ کیونکہ پرانی روایات سے متاثر ہو کر وہ سمجھتے تھے۔ کہ مسیح و مہدی لوگوں کا خون بہاتا ہوا جہاد کرے گا۔ اور بعد حکومت چھین لے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اظہار وفاداری بھی انہیں تسلی نہ دیتا۔ کیونکہ وہ اسے موقعہ شناسی پر محمول کرتے۔ اور سمجھتے۔ کہ اگر طاقت حاصل ہو گئی تو یہ اسکی تعلیم کو چھوڑ کر اعلان جہاد کر دیں گے؛

عوام الناس بھی آپ کے سخت مخالف تھے۔ کیونکہ اول تو وہ علماء۔ صوفیاء۔ پنڈتوں۔ پادریوں اور حکام وغیرہ کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ دوسرے اس لئے بھی کہ وہ بوجہ جہالت اور پرانی روایات کے ہر نئی بات کی مخالفت کرنے کے عادی ہوتے ہیں؛

الکفر ملۃ واحدۃ

ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر دنیا کی تمام طاقتیں کسی شخص کو کچلنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ تو ان کی مخالفت کا دائرہ کتنا وسیع ہو جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے پر یہی ہوا۔ علماء نے کفر کے فتوے تیار کئے۔ اور مکہ و مدینہ تک اپنے کفر ناموں پر دستخط کرانے کے لئے گئے۔ صوفیاء نے یہ کہکر لوگوں کو روکا۔ کہ اگر یہ سچے بھی ہوئے۔ تو ان کے نہ ماننے کا گناہ ہم اٹھالیں گے۔ تم لوگ کچھ فکر نہ کرو۔ امراء نے آپ کی دولت و وجاہت کے زیر اثر اور حکام نے اپنی حکومت اور اقتدار سے لوگوں کو آپ کی طرف آنے سے روکا۔ اور آپ کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالنی شروع کیں۔ اور کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم سب الکفر ملۃ واحدۃ کے مطابق آپ کی مخالفت میں متحد ہو گئے؛

لیکن ان تمام روکاوٹوں اور متحدہ مخالفت کے باوجود کیا ہوا۔ آج ہر شخص اسے نمایاں طور پر محسوس کر سکتا ہے؛

حضرت مسیح موعود کا حیرت انگیز عروج

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہامات شائع کئے۔ آپ کا نام دنیا میں کوئی شخص بھی نہ جانتا تھا۔ مگر لوگوں کی مخالفت کے باوجود خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ رتبہ جلیلہ عطا فرمایا۔ کہ آج دشمن بھی آپ کی عزت کرتے اور آپ کو ایک مسلم لیڈر تسلیم کرتے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا۔ اور دنیا کے کناروں تک آپ کا نام پھیلا۔ اور اس قسم کا عشق و محبت رکھنے والے خدام خدا تعالیٰ نے آپ کی جماعت میں داخل فرمائے۔ کہ انہوں نے سر تو قبول کیا۔ مگر آپ کے دامن کو چھوڑنا پسند نہ کیا۔ اور وہ لوگ جو اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بدولت آپ پر درود بھیجتے ہیں؛

جماعت احمدیہ کی وسعت

پھر ایک تو وہ وقت تھا۔ کہ آپ اکیلے تھے۔ کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا۔ مگر آج روس۔ مصر۔ آسٹریلیا۔ امریکہ۔ ماریشس افغانستان۔ ایران۔ عراق۔ مسقط۔ حجاز۔ شام۔ فلسطین الجزائر۔ سیلون۔ چین۔ سماٹرا۔ جاوا۔ فجی۔ برازیل۔ ٹانگانیکا کینیا۔ یوگنڈا۔ زنجبار۔ سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ اور انگلینڈ وغیرہ میں آپ کی جماعت قائم ہو چکی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے۔ کئی اخبار اور رسائل اشاعت اسلام کے لئے پنجاب۔ بنگال۔ ماریشس اور امریکہ سے جاری ہیں۔ اور سینکڑوں کتابیں آپ کی تائید میں لکھی گئی ہیں۔ پھر کئی لوگ ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے رویا کشوف یا الہام کے ذریعہ آپ کی سچائی بتائی۔ اور باوجود مخالف ہونے کے آپ کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دی۔ پس اگر خدا تعالیٰ کا یہ بتایا ہوا قانون سچا ہے۔ اور یقیناً خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اور کوئی سچا نہیں۔ کہ سچا مامور خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد دیا جاتا ہے۔ تو اے عقل سلیم رکھنے والو حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں تمہیں کیا شبہ ہے۔ آؤ اور خدا کے مسیح کو قبول کر کے اپنی عاقبت سنوار و؛

مخالفین کو انتباہ

دیکھو۔ وہ خدا کا مسیح اس نشانِ صداقت کا خود ذکر کرتے ہوئے بآواز بلند کہتا ہے:۔

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودہ نہیں ہوں۔ کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے۔ اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے مونہہ پر مارے گا۔ دیکھو۔ صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچکر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے۔ تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں۔ وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو۔ کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو۔ کہ کیا بگاڑ سکتے ہو" (اربعین نمبر ۳ و ۴ صفحہ)

عقلمندوں کے لئے نشان

پھر "نزول المسیح" میں فرماتے ہیں:۔

"ایک اور نشان ان کے لئے تھا۔ کہ انہوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے جان توڑ کر کوششیں کیں۔ اور کوئی مکر اور فریب اٹھا نہ رکھا۔ جو اس کو استعمال نہ کیا۔ اور مخالفت کے اظہار میں تمام زور اپنا انواع و اقسام کے وسائل سے خرچ کر دیا۔ اور ناخنوں تک زور لگایا۔ اور جائز ناجائز طریق سب اختیار کئے۔ اور سب و شتم اور تحقیر اور توہین سے پورا کام لیا۔ حکام تک مقدمات پہنچائے۔ خون کے الزام لگائے۔ لیکن آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جو جماعت پہلے دنوں میں چالیس آدمیوں سے بھی کم تھی۔ آج ستر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اور باوجود سخت مخالفانہ مزاحمتوں کے براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے بیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ لوگ مزاحمتیں کریں گے۔ اور اس سلسلہ کو نابود کرنا چاہیں گے لیکن خدا ان کے ارادوں کے مخالف کریگا۔ اور اس سلسلہ کو ایک بڑی جماعت بنا دیگا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ بہت ہی جلد دنیا میں پھیل جائیگا اور ان لوگوں کے ارادوں پر لعنت کا داغ ظاہر ہو جائیگا۔ جنہوں نے روکنا چاہا تھا۔ اب بتلاؤ۔ کہ کیا اب تک خدا کی معجزانہ تائید ثابت نہ ہوئی۔ اگر یہ کاروبار کسی مکار کا ہوتا۔ تو کیا اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا۔ اٹھو اور دنیا میں اس بات کی تلاش کرو۔ کہ کونسا مکار تاریخ کے صفحہ سے تم بتلا سکتے ہو۔ جس کے ہلاک کرنے کے لئے یہ کوششیں کی گئیں۔ اور پھر وہ تباہ نہ ہوا۔ اے سخت دل قوم تمہیں کس نے چاند پر تھوکنا سکھلایا۔ کیا تم اس سے لڑو گے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اپنے دلوں میں غور کرو۔ کہ کبھی خدا نے کسی جھوٹے کے ساتھ ایسی رفاقت کی۔ کہ قوموں کے ارادوں اور کوششوں کو اس کے مقابل پر ہر ایک میدان میں نابود کر دیا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے حملہ میں نامراد رکھا۔ باز آجاؤ۔ اور اس کے قہر سے ڈرو۔ اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا۔ تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی۔ مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی۔ بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا۔ کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ تم نے میرا نام مسیلمہ کذاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہو گیا۔ مگر تم تو بیس برس تک جنگ کرتے رہے۔ اور ہر جنگ میں نامراد رہے۔ کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ تم گھٹتے جاتے۔ اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا۔ تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا" (نزول المسیح صفحہ ۳۰و۳۱)

تمدن اسلام

عورت کیلئے خلع کا حق

افسوسناک واقعات

گذشتہ دنوں میں ایک دو مسلمان عورتوں کے ارتداد کی خبریں ہندو اخبارات نے شائع کی ہیں۔ جن سے مسلمانوں میں ایک قسم کا ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اس سے قبل بھی کئی ایسے ہیجان خیز اور افسوسناک واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ اگرچہ مرتد ہونے والی عورتوں کی تعداد ہندو عورتوں کے مسلمان ہونے کے واقعات کے مقابل میں بہت قلیل ہے۔ تاہم کسی ایک عورت کا ارتداد بھی ایسا نہیں۔ کہ مسلمان اسے نظر انداز کر سکیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمان ایسے واقعات کے انسداد کے متعلق کوئی مستقل قدم نہیں اٹھاتے جب کبھی کوئی واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ تو چند روز تک شور و غوغا رہتا ہے۔ اور اس کے بعد ایسی خاموشی ہو جاتی ہے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

اسلام کا دعوٰی

اسلام ایک مکمل مذہب ہے۔ اور اس کا دعوٰی ہے کہ اس پر چلنے والے ہر قسم کی تمدنی۔ معاشرتی۔ اخلاقی اقتصادی اور روحانی و جسمانی مشکلات کو حل کر سکتے ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمان اسلامی تعلیم کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے اسوہ حسنہ سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور اپنی نفسانیت اور ہوا و ہوس کی اتباع کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی ایسے ہی رنجدہ حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح غیر اقوام کے سامنے انہیں نادم ہونا اور خفت اٹھانی پڑتی ہے۔

میاں بیوی میں منافرت کی وجہ

ایسے شرمناک واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ اول تو جہالت اور تعلیم اسلام سے ناواقفیت کے باعث عام طور پر میاں بیوی۔ ساس۔ خسر بہو اور نندیں ایک دوسرے کے متعلق اپنی ذمہ واریوں کا کما حقہ احساس نہیں کرتیں۔ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا احترام کرنے کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ بردباری تحمل و برداشت سے کام نہیں لیا جاتا۔ اپنے اپنے حلقہ اختیارات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شکر رنجی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے تباغض۔ تنافر اور عداوت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور پھر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے۔ تکلیف دینے اور ذلیل کرنے کے لئے شرمناک سے شرمناک حرکات کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ اور عام طور پر ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایسے جھگڑوں میں زیادہ تکلیف لڑکی کو اٹھانا پڑتی ہے۔ اس کو کالمعلقہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر اس کے والدین زندہ ہوں۔ تو ان کے ہاں وگرنہ کسی دور یا نزدیک کے رشتہ دار کے ہاں وہ بیچاری پناہ گزیں ہوتی اور نہایت ذلیل زندگی بسر کرتی ہے۔ خاوند نہ تو اسے بیوی سمجھ کر اس کے اخراجات کی کفالت کرتا اور اپنے دیگر فرائض کو سرانجام دیتا ہے اور نہ ہی اسے طلاق دیتا ہے کہ کسی اور جگہ اپنا ٹھکانہ بنا سکے

ناقابل برداشت صورت

ظاہر ہے کہ عورت کے لئے زیست کی یہ صورت ناقابل برداشت ہے۔ اور اگر اولاد بھی ہو۔ تو عورت کی تلخی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کئی مثالیں ایسی مل سکتی ہیں۔ کہ اس قسم کی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے عورت نے خودکشی کر لی۔ بعض بے حیائی کی زندگی اختیار کر لیتی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ بعض عورتیں اس قسم کی بھی ہوتی ہیں۔ جو اپنی آوارگی اور بے حیائی کی وجہ سے خاوند کے لئے سخت تکلیف کا موجب ہوتی ہیں۔ لیکن اس قسم کی سب حالتیں اپنی انتہائی حد کو اسی وجہ سے پہنچتی ہیں۔ کہ اسلام نے ان حالات میں جو چارہ کار بتایا ہے۔ اس پر عمل نہیں کیا جاتا یعنی عورت کو علیحدہ نہیں کر دیا جاتا۔ اور نہ اسے خلع کا حق استعمال کرنے دیا جاتا ہے۔

عورت کی نجات کا ایک ہی رستہ

مرد اگر چاہے تو عورت کو علیحدہ کر سکتا ہے۔ لیکن عورت اگر اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کے لئے سوائے اس کے کوئی اور رستہ نہیں۔ کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر لے پس جو مسلمان عورتیں اسلام چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب میں داخل ہوتی ہیں۔ ان میں سے کثرت ایسی ہی عورتوں کی ہوتی ہے۔ جو اس طریق کو اپنے مصائب کے علاج کے طور پر اختیار کرتی ہیں۔

مرتد ہونے والی عورتیں

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ انہیں کسی اور مذہب میں کوئی خاص خوبی دکھائی نہیں دیتی انہیں اپنے آبائی مذہب کے ساتھ وہ انس اور تعلق ہوتا ہے۔ جو ان کی فطرت میں داخل ہے۔ لیکن چونکہ اپنی پریشانیوں سے نجات کی کوئی صورت نہیں دیکھتیں۔ اس لئے مجبوراً انہیں ایسا قدم اٹھانا پڑتا ہے جو عام حالات میں وہ کبھی پسند نہ کرتیں پس مسلمان عورتوں کا ارتداد صرف مقصد برآری کے لئے ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بعد میں اگر حالات اجازت دیں۔ تو دوبارہ وہ پھر مسلمان ہو جاتی ہیں۔

مسلمانوں کا مذموم رویہ

اسلام نے جہاں مرد کو یہ اختیار دیا ہے۔ کہ وہ ناموافق حالات میں جب کہ اصلاح کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوں عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کر سکتا ہے۔ وہاں عورت کو بھی یہ حق دیا ہے۔ کہ ایسے ہی مخالف حالات میں وہ بھی مرد سے جدائی حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس نہایت ہی معقول اور ضروری تعلیم کو نظر انداز کر دیا۔ اور حکومت کے قانون سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عورتوں کو اس طبعی حق سے محروم کر کے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ وہ ایسا قدم اٹھائیں۔ جو ساری قوم کے لئے رنجدہ ہونے کے علاوہ ان کی اپنی عاقبت کو بھی برباد کرنے والا ہے۔ مسلمانوں کا فرض تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ نہ صرف یہ خود بخود اپنے اندر اس قدر صلاحیت پیدا کرتے۔ کہ کسی عورت کو تنگ کرنے کے لئے اسے لٹکائے نہ رکھتے۔ بلکہ حکومت کے قانون میں بھی اصلاح کرانے کے لئے اپنی پوری قوتیں صرف کر دیتے۔ لیکن انہوں نے ان دونو باتوں میں سے اس وقت تک ایک بھی اختیار نہیں کی۔ اور نتیجہ جو کچھ ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

مسلمانوں کا فرض

چونکہ یہ سوال روز بروز زیادہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے اور مسلمانوں میں ٹھوکریں کھا کھا کر جو بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہ ایسے واقعات کو ان کے لئے زیادہ سے زیادہ اشتعال انگیز بنا رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ذمہ وار اصحاب اس طرف خاص توجہ مبذول کریں۔ ایک طرف تو قانون میں ایسی ترمیم کرائیں۔ کہ ہر ایک مصیبت زدہ عورت اسلام کی تعلیم کے ماتحت خلع کرا سکے۔ دوسرے ہر جگہ ایسی پنچائتیں قائم کی جائیں۔ جو اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی مرد اپنی عورت پر بے جا تشدد اور سختی نہ کرنے پائے اور جس مرد و عورت میں شکر رنجی پیدا ہو جائے۔ ان میں مصالحت کرانے اور ان کی شکایات کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کی جائے۔ لیکن اگر مصالحت کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ تو ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس طرح یقینی طور پر وہ ناگوار واقعات رک سکتے ہیں۔ جو ارتداد کی شکل میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے ہر مسلمان کو بے حد تکلیف اور رنج اٹھانا پڑتا ہے۔

حفاظتِ قرآن اور عیسائی صاحبان

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (القرآن)

(۱)

ایک میں تین اور تین میں ایک ماننے والوں کے دو اخبار "نورافشاں" اور "نور" نامی ہیں۔ مقدم الذکر اردو میں ہے اور پنجاب سے نکلتا ہے۔ اور موخر الذکر اڑیہ میں ہے۔ اور اڑیسہ سے شائع ہوتا ہے۔ ملۃ واحدہ کی ذہنیت بھی واحد ہوتی ہے۔ اس کتاب پر جس نے اپنا نام "نور" رکھا ہے دونوں نے بیک وقت اور بیک انداز حملہ کیا ہے۔ ایک نے ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ایک جملہ سے استدلال کر کے اپنی واقفیت کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اور دوسرے نے وہی فرسودہ اعتراض دہرایا ہے۔ جو مشکوٰۃ اور بخاری کی بعض حدیثوں کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے پہلے محاذ کا دفاع تو "الفضل" کی کسی گذشتہ اشاعت میں بااحسن ہو گیا ہے۔ دوسرے محاذ کے دفاع کی داستان کسی قدر دلچسپ ہے۔ بالاسور کے غیر احمدی احباب میں سے بعض نے مجھ سے اور بعض نے عزیز عبدالسلام مولوی فاضل سے درخواست کی۔ کہ اخبار "نور" کا مدلل و مسکت جواب لکھا جائے۔ لیکن بعض منچلوں نے اخبار والوں پر نالش کر دی۔ کہ اس کا مضمون دل آزاری کا موجب ہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مجسٹریٹ نے عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کو ایک دوسرے کے متعلق کچھ لکھنے سے روک دیا۔ اس وجہ سے ہم اپنا جوابی مضمون شائع نہیں کر سکے۔ اور دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ الفضل والا مضمون پڑھ کر دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ اپنے مضمون کے بعض مناسب حصے نذر ناظرین کروں۔

وباللہ التوفیق

حقیقت یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی کتاب کی جمع اور حفاظت اور اس کے پڑھنے پڑھانے تک کی ذمہ واری اپنے اوپر لی ہے۔ خود قرآن میں فرمایا ہے۔ ان علینا جمعہ وقراٰنہ۔ یعنی اس کا جمع کرنا۔ اور اس کی قرأت ہمارے ذمہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں قرآن کی ترتیب اور حفاظت کا انتظام کر دیا تھا۔ اس کے لئے آپ نے دو طریق اختیار فرمائے تھے۔ (الف) بے شمار حافظ قرآن پیدا کئے۔ اور یہ محفوظ ترین طریق آج تک جاری ہے اور شدت اور کثرت سے جاری ہے۔ مسلمانوں میں اتنی کثرت حافظوں کی تھی۔ کہ ایک ایک لڑائی میں ستر ستر اسی اسی حفاظ مارے گئے۔ (معترضین کی ستم ظریفانہ بذلہ سنجی ملاحظہ ہو۔ کہ اسی کو وہ دلیل گردانتے ہیں۔ قرآن کریم کے غیر محفوظ ہونے کی۔ کہ جب حافظ مر گئے۔ تو قرآن کہاں رہا۔) (ب) کھجور کے پتوں اونٹوں کی ہڈیوں اور ہرن کی کھالوں۔ پتھر کی سلوں پر قرآن کریم لکھوایا اس کام کے لئے آپ نے زید ابن ثابتؓ کو مقرر کیا تھا جو خدا کا کلام آپ پر اترتا۔ آپ اس کو ان سے لکھواتے۔ اور اسی وقت یہ فرما دیتے۔ کہ اس آیت کو فلاں سورہ کے فلاں مقام پر لکھو۔

کہا گیا ہے۔ کہ اگر قرآن محفوظ تھا۔ تو پھر ابوبکر و عثمان کو کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ سب نسخوں کو باطل کر کے صرف ایک ہی نسخہ باقی رکھیں؟ یہ شبہ معقول ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ قرآن کے اصل مضمون اور اصل آیت میں اختلاف نہیں تھا۔ اختلاف تھا۔ تو بعض الفاظ کے تلفظ اور ان کے رسم الخط میں اور ایسا اختلاف ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ یہی اڑیہ جو اڑیسہ کے مختلف حصوں میں بولی جاتی ہے۔ اس میں تلفظ، رسم الخط اور گرامر کا بہت فرق ہے۔ سمبلپوری اڑیہ کا تلفظ اور گرامر کٹک کی اڑیہ سے بالکل الگ ہے۔ اور گنجام والوں کی اڑیہ تو ایک علیحدہ زبان معلوم ہوتی ہے۔ خود بالاسور والے جو اڑیہ بولتے ہیں اس میں بنگالی گرامر اور بنگالی تلفظ کا گہرا اثر نمایاں ہے

یہی بات قرآن کے تلفظ اور قرآن کے رسم الخط کے متعلق تھی۔ حضرت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جب مختلف ممالک فتح ہوئے مختلف عرب کے قبیلے اسلام لائے۔ اور قرآن پڑھنا اور پڑھانا ان میں جاری ہوا۔ تو وہ لوگ قرآن کو اسی لہجہ سے پڑھنے لگے۔ جو ان کے علاقہ کا تھا۔ اور اسی طریق سے لکھنے لگے۔ جو ان کے قبیلے میں جاری تھا۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتنا اختلاف بھی پسند نہ کیا۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو لہجہ Mohammedan ہے یعنی قریش کا لہجہ۔ وہی جاری رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب نے جس طرح لکھا تھا۔ اسی طرح لکھا جائے۔ انصاف سے کہو کہ یہ کس قدر بڑی احتیاط اور کتنا بڑا اہتمام تھا حفاظت قرآن کریم کا۔ کہ لہجہ اور رسم الخط وہی محفوظ رکھا گیا۔ جو مہبط وحی صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ کیا اس سے صاف پتہ نہیں لگتا۔ کہ ان دور اندیشوں اور حزم احتیاط کے پس پردہ مشیت کا زبردست ہاتھ کام کر رہا تھا۔ جس نے کہا تھا۔ ان علینا جمعہ وقراٰنہ کہ ہم اس قرآن کے لہجہ کے بھی محافظ ہیں۔

عربی زبان کے لکھنے کا طریقہ کئی طرح کا ہے۔ اور بعض طریقے ایسے نازک ہیں۔ کہ اگر ذرا احتیاط نہ کی جائے تو وہی لفظ دوسرے لفظ کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک لفظ مالک ہے۔ اس لفظ کو دو طرح سے لکھتے ہیں۔ ایک طریقے میں میم کو الف سے ملا کر لکھتے ہیں۔ اور ایک طریقہ میں میم کے اوپر ایک الف لکھ دیا جاتا ہے۔ اگر دوسری طرز تحریر میں الف چھوٹ جائے۔ تو مالک ملک بن جائے گا اور اس طرح اشتباہ اور اشکال کی کئی راہیں نکل آئیں گی ملک کی لام پر زیر دے کر پڑھو۔ تو معنے ہوں گے بادشاہ زبر دے کر پڑھو تو فرشتہ۔ میم پر پیش ہو۔ تو معنے کچھ اور زیر ہو۔ تو کچھ۔ حضرت عمر اور عثمان پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں ہوں کہ آئندہ آنے والے خطرہ کو پہلے سے بھانپ لیا۔ اور غائت احتیاط سے وہی رسم الخط رکھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور اسی لہجہ کے مطابق لکھوایا۔ جو قریش کا تھا۔ اسی لئے حضرت عثمان نے جب چار صحابہ کو کتابت قرآن پر مامور فرمایا۔ تو کہہ دیا۔ کہ جب تم میں اختلاف ہو۔ تو قریشیوں کی طرز کو ترجیح دو۔ اور اسی کو برقرار رکھو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی لہجہ تھا۔ کہاں یہ اور کہاں بائیبل کی حالت کہ جس کی اول تو اصلی عبارت ہی موجود نہیں۔ اور جو ہے وہ ترجمہ ہے۔ اور ترجمہ سے بھی آج ایک آیت نکل جاتی ہے۔ اور کل دوسری داخل کی جاتی ہے۔

خدا نے چاہا تو عنقریب ہی امرت بازار کلکتہ کے ایک مضمون کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ جس میں ایک پروفیسر لاما Lamsa (جو آرامی زبان سے بائیبل کا ترجمہ کر چکے ہیں) نے بیان کیا ہے۔ کہ آرامی نسخہ میں یسوع مسیح کے آخری کلمات ایلی۔ ایلی لما سبقتنی کے الفاظ میں سے لما کا لفظ نہیں ہے۔ اس ایک لفظ کی عدم موجودگی کے خیال سے دنیائے کلیسا میں ایک ہنگامہ مچ گیا ہے۔

اسی طرح قرأت کا اختلاف تھا۔ جو بخاری اور مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ اور اسی قرأت کے معنی نہ سمجھ کر دیسی عیسائی صاحبان اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مسلمانو! آسمانی کتاب بھی خالی از ریب نہیں۔ لیکن بڑے بڑے محقق عیسائی جنہوں

نے اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ صاف لکھتے ہیں۔ کہ

(۱) It can still be pretty clearly shown in detail that these four codices deviated from one another in point of orthography, in the insertion of 'wa' and such like minuties but these version nowhere affect the sense

(Encyclopedia Vol. 16 pp. 605)

(2) An effort was made by many to establish a more refined pronunciation for the Koran that was usual in common life or in secular literature.

یعنے مفصلاً و مشرحاً یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے۔ کہ ان چار نسخوں میں جو اختلاف تھا۔ وہ رسم الخط کا اختلاف تھا۔ یا "واؤ" کے لگانے یا نہ لگانے کا اختلاف تھا۔ لیکن اصل مضمون میں کہیں بھی اختلاف نہیں تھا۔

(۲) معمولی زندگی یا عام لٹریچر میں جو کوشش کی جا سکتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ کوشش کی گئی۔ کہ قرآن کا لہجہ اور تلفظ شستہ ہو۔

سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں متعدد فرقے ہیں۔ ان فرقوں میں اصولی و فروعی اختلافات ہیں۔ اور یہ اختلاف اکثر اوقات تعصب نفسانیت کی شہ پا کر کشت و خون و قتل سنگساری اور مقدمہ بازی تک منجر ہوتے ہیں۔ شیعہ و سنی کا اختلاف سب سے پرانا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ ہولناک ہے۔ اس اختلاف کی بنا صرف خلافت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ تینوں خلیفے شیعوں کے نزدیک مبغوض ترین ہیں۔ اور ان کے پندار میں سب کے سب منافق اور عدوان اسلام تھے (نعوذ باللہ)

لیکن کیا یہ مقام حیرت نہیں۔ کہ ان کا کارنامہ جمع قرآن جو اسلام کا مغز اور روح رواں ہے۔ شیعہ حضرات کو بھی مسلم ہے وہ اپنی عبادات۔ معاملات۔ معتقدات کا ماخذ اسی قرآن کو مانتے ہیں۔ جو ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہم کا جمع کردہ ہے۔ قرآن سے استدلال و استنباط میں شیعوں سے ان کا شدید اختلاف ہے لیکن قرآن کی صحت اور اس کے مبرا عن التحریف و الالحاق ہوتے میں وہ شیعوں کے ہمزبان ہیں۔ قولاً و عملاً۔ لطف یہ ہے کہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے جو حدیث مروی ہو۔ شیعہ حضرات کے نزدیک وہ قابل قبول نہیں۔ لیکن ابو بکر و عثمان نے جو قرآن جمع کیا وہ مقبول و مستند۔ مگر ہمارے عیسائی صاحبان ان سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں۔ کہ کہتے ہیں۔ تم نے نادانی سے ایسی کتاب کو آسمانی سمجھ رکھا ہے جس میں انسانی دست برد کا بہت احتمال ہے۔ سچ ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ

یہاں ہمیں مشیت کا تصرف صاف نظر آ رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے بے شمار مختلف فرقوں میں جن میں اختلافات کی کوئی حد نہیں۔ جس میں کلوخ و استنجا کے مسائل سے لے کر الہیات کے باریک ترین حقائق تک اختلافات ہیں۔ اور اختلاف در اختلاف لیکن یقین ہے۔ تو اس یقین میں اور اس اعتقاد میں کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا آنحضرت فداہ روحی کی زبان مبارک سے دو باتیں نکلی ہیں ایک کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جس کے مجموعہ کا نام قرآن ہے۔ اور ایک بات کو وہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جس کے مجموعہ کا نام حدیث ہے۔ دونوں قسم کی باتیں مسلمانوں تک راویوں کی معرفت پہنچیں لیکن مسلمان ایک مجموعہ کو ایسا صحیح اور درست اور تحریف و الحاق سے مبرا سمجھتے ہیں۔ اور تواتر کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ کہ ایک نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں مانتے۔ اور دوسرے مجموعہ (حدیث) میں وہ وہ اختلافات ہیں۔ اور صحیح و سقیم۔ ضعیف و مردود و ثقہ و غیر ثقہ کی وہ لمبی داستان ہے۔ کہ بالآخر یہ مجموعہ (حدیث) ایک ظنی علم بنکر رہ گیا۔ ایک کے رسم الخط اور لہجہ و قرأت تک کی حفاظت کی گئی ہے۔ اور دوسرے کے متعلق اس قدر اشتباہ ہے۔ کہ تمیز نہیں ہوتی۔ کہ کونسے الفاظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور کونسے راوی کے۔ اس حیرت کا حل اس آیت میں مخفی ہے۔ کہ ان علینا جمعہ و قرانہ اور اس آیت میں کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ خاکسار عبد الحلیم کٹکی

شعبہ نشر و اشاعت کے متعلق اعلان

گذشتہ مجلس مشاورت میں اشاعت کے ذریعہ تبلیغ کرنے کیلئے بارہ سو روپیہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کیلئے مہیا کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ تا ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اس فنڈ سے لٹریری اشاعت کو مضبوط کر کے پیغام احمدیت پہنچا سکیں۔ اس کام کے لئے ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے ایک سکیم تیار کی ہوئی ہے جسکا نفاذ اس مد کے لئے رقم مہیا ہونے پر موقوف ہے۔ لہذا عہدہ داران جماعت و نمائندگان مجلس مشاورت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت سے اس فنڈ کیلئے بھی چندہ فراہم کر کے بھجوائیں۔ ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر لکھدیا کریں۔ کہ فنڈ نشر و اشاعت اور یہ رقم جلد تر فراہم ہونی چاہیئے۔ ہر ایک جماعت علی قدر اتبحصہ لے۔ تو بہت جلد معمولی سی رقم پوری ہونے پر ایک تبلیغی سکیم کا کام شروع ہو سکتا ہے

[illegible]

مولوی محمد علی صاحب سے استفسار

اور

بابو منظور الہی صاحب کی بیہودہ وکالت

اخبار پیغام لاہور ۲ ستمبر میں جناب قاضی محمد یوسف صاحب کے کسی استفسار کا جواب لکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق اول تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اخبار فاروق ۲۸ اگست میں جو مضمون جناب مولوی محمد علی صاحب سے استفسار کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ وہ دراصل میاں محمد یوسف صاحب پشاوری کا تھا۔ جو غلطی سے جناب ایڈیٹر صاحب فاروق نے قاضی صاحب کا مضمون تصور کر کے اس کے ساتھ لفظ قاضی بڑھا دیا۔ اور وہ خان صاحب منظور الہیٰ صاحب کے لئے موجب اشتعال ہو گیا جناب قاضی صاحب کے دل میں خان صاحب کے متعلق چند روز قبل تک بڑی غیرت تھی۔ وہ ان کو پیغام بلڈنگ کے وبا زدہ ساکنین میں شمار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کی شمولیت کا کوئی اور سبب تصور کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ جس شخص نے بڑی محنت سے حضرت احمد علیہ السلام کے الہامات اور وحی کا مجموعہ شائع کیا۔ اور جس نے اس کے دیباچہ میں حضرت احمد علیہ السلام کو امت محمدیہ میں خطاب نبوت کے واسطے مخصوص بتایا۔ اور تیرہ سو سال کے اولیاء و ابدال اور اقطاب اور مجددین و محدثین کو اس خطاب کا مستحق نہ قرار دیا۔ اور جس شخص نے تیرہ سو سال میں کثرت مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متحقق یقین کیا ہو۔ وہ بھلا کب دنیا میں مولوی محمد علی صاحب کی معاندانہ اور وکیلانہ تاویلات رکیکہ کو صحیح تسلیم کر کے حضرت احمد علیہ السلام کو نبی اور رسول ماننے سے منکر ہو گیا ہو گا۔ مگر ان کی اس تحریر اور ایک گذشتہ مضمون نے ثابت کر دیا۔ کہ بابو صاحب موصوف بھی بدقسمتی سے احمدیہ بلڈنگ کی ناپاک ہوا سے مسموم ہو چکے ہیں۔

بابو صاحب کی سابقہ اور موجودہ حالت

بابو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کسی زمانہ میں اچھے بھلے سمجھدار آدمی تھے۔ لیکن اب تو جو شخص ان کی تحریریں پڑھے گا۔ اور تقریریں سنے گا۔ وہ حیرت زدہ ہو جائے گا۔ کہ قاضی صاحب کیا سے کیا بن گئے۔ اور کیوں عقل کو فارغ خطی دے بیٹھے ہیں۔

فارسی میں ایک مثل ہے۔ دیوانہ بہ دہ می خندد وادہ بہ دیوانہ۔ یعنی گاؤں کی آبادی پاگل کو پاگل جان کر ہنستی ہے۔ اور پاگل سب گاؤں والوں کو پاگل جان کر ہنستا ہے۔ اہل تشیع کے نزدیک ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چار پانچ صحابہ صرف مومن تھے۔ باقی سب کافر مرتد اور منافق تھے۔ بابو صاحب کے نزدیک ایک مولوی محمد علی صاحب اور احمدیہ بلڈنگس کے چند رفقاء مومن ہیں۔ باقی جمیع اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صحابہ کرام اور کثرت جماعت کافر مرتد۔ اور احمدیت سے خارج ہے اب بتاؤ۔ اگر کوئی شخص بابو صاحب کو ۱۹۱۳ء میں دیکھ چکا ہو۔ (جیسا کہ اس عاجز نے جولائی ۱۹۱۳ء میں آپ کو جلال پور جٹاں میں مرزا حاکم بیگ صاحب کے مکان پر دیکھا تھا۔ اور آپ نے اشتہارات برائے تقسیم مرزا صاحب کو دئے تھے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول لکھا تھا) اور البشریٰ اور مکاشفات کا مجموعہ۔ اور آثار مبارکہ پڑھ چکا ہو۔ اور پھر آج آپ کی تحریرات پڑھے تو وہ بے ساختہ نہ کہیگا کہ بابو منظور الٰہی صاحب کسی زمانہ میں سمجھدار آدمی تھے۔ لیکن اب تو جو شخص ان کی تحریر یا تقریر پڑھے یا سنیگا وہ حیرت زدہ ہوگا۔ کہ بابو صاحب کیا سے کیا بن گئے۔ غرض ہمیں آپ پر تعجب آتا ہے۔ اور آپ کو ہم پر۔

مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی فضیلت

اگرچہ استفسار قاضی صاحب نے نہیں کیا۔ تاہم آپ ہی ایمان سے ہی بتائیں۔ کہ کبھی آپ نے اپنے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے منہ سے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوا ہے۔ یا ان کی دعائیں سنتا ہے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف اور رویاء میں سے ان کو کوئی حصہ ملا ہے۔ یا وہ خدا تعالیٰ سے کوئی خاص قرب اور تعلق رکھتے ہیں۔ کیا آپ نے شیخ غلام محمد مدعی امامت کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ جن میں آپ کی انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ذمہ وار افراد نے شائع کیا ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء خاص خشک منطقی اور روحانیت سے معرا ہیں۔ پھر آپ مدعی سست گواہ چست بن کر کیوں لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی خاموشانہ دعائیں یہ کام کر رہی ہیں اور وہ کام کر رہی ہیں۔

ہماری جماعت کا طغرائے امتیاز علم قرآن۔ استجابت دعا۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کشوف و رویاء اور کم از کم تقویٰ ہے۔ مگر آپ کے حضرت امیر کا علم قرآن ان کے انگریزی اور اردو تراجم سے ظاہر ہے۔ بخدا ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی تمام امور میں مولوی محمد علی صاحب پر فوقیت رکھتا ہے۔ علم قرآن میں۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے دعویٰ میں۔ اور صرف اپنے علم کی بناء پر تفسیر القرآن اردو اور انگریزی شائع کرنے میں۔ اور سب سے بڑھ کر کھلے طور پر ارتداد اختیار کرنے میں آپ کے "حضرت امیر" تو اس پہلو میں بھی بزدل ہی نکلے نیز تمام امور میں دوسروں کے محتاج اور ان کے خوشہ چین ہیں۔ اور دوسروں کے سہارے کھڑے ہیں۔ اردو ترجمہ میں قادیان کے اصحاب کے خوشہ چین۔ انگریزی میں دیگر اصحاب اور نو مسلم انگریزوں کی مدد اور نظر ثانی میں جہاں قادیان والوں نے اختلاف کیا۔ وہاں غیر احمدی علماء اور سر سید احمد خاں کی تقلید کے پابند ہو گئے۔ مگر ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے جو کچھ کیا اپنی محنت سے کیا۔ آخر طبع قرآن کے واسطے آپ کے حضرت امیر انجمن اور امداد خلائق کے محتاج مگر ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے سب خرچ اپنی گرہ سے کیا۔

آپ کے حضرت امیر نے ان تمام آیات اور احادیث کا ترجمہ جو حضرت احمدؑ نے اپنی تصدیق اور تائید میں خدا کے حکم سے پیش کیں۔ قصداً بگاڑا۔ اور عمداً اس کے خلاف لکھا۔ حضرت احمد کے صریح عقیدہ کے خلاف حضرت عیسیٰ کو باپدر لکھ مارا۔ پھر ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت احمد کی تائید اور تصدیق اور صداقت پر ایک صد سے زائد صفحات لکھے۔ مگر آپ کے حضرت امیر نے ڈر ڈر کر حضرت احمد کو مجدد اور امام لکھا۔ اور نبی اور رسول ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے انگریزی ترجمہ کی قیمت ۵؎ روپیہ اور اردو تفسیر القرآن کی قیمت صرف ۶؎ روپیہ مقرر کی جو لاگت کے قریب تھی۔ مگر آپ کے حضرت امیر نے تو ہزارہا روپیہ صرف خدا کے کلام کو بیچ بیچ کر کمایا۔ اور ہر فی روپیہ کمیشن لگایا۔ خدارا کسی منصف مزاج انسان سے دریافت کرو۔ کہ فضیلت اور فوقیت کسے حاصل ہے۔

حضرت احمد کے دعاوی اور مقام نبوت سے جس طرح ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد ہو گیا۔ اور سالہا عقائد سے منحرف ہوا۔ آپ کے حضرت امیر اس کے جانشین نکلے اس بات میں بھی آپ کے حضرت امیر اس سے کم نکلے۔ کیونکہ اس نے کہا کوئی نبی اور رسول مدار نجات نہیں۔ اور اور حضرت احمد کی زندگی میں کہا۔ مگر آپ کے "حضرت امیر" نے ایام بعد از وفات حضرت احمد اعلان کیا۔ کہ آپ مدار نجات نہیں۔ کیا وہی جو ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے کہا۔ مگر بعد از وفات حضرت احمد علیہ السلام۔

ترجمہ قرآن پر بے جا فخر

اگر آپ کو صرف ترجمہ قرآن پر فخر ہے۔ تو اول تو ہمارے نزدیک مولوی صاحب کا ترجمہ لغو اور بے ہودہ ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ؎

خود بخود فہمیدن قرآن گمان باطل است
آنکہ از خود آورد انجس مسعود آحدو

یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری جماعت نے عام طور پر اور خصوصاً جناب قاضی صاحب نے نہ اردو اور نہ ہی انگریزی لیا۔ باوجود اس کے کہ جناب قاضی صاحب نے ایام حیات حضرت نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ میں قیمت بطور پیشگی ادا کر دی تھی۔ اور اس امر کے انجمن احمدیہ پشاور کے رجسٹر شاہد ہیں۔ دوم۔ اگر یہ فخر ہے۔ تو ڈاکٹر عبد الحکیم خاں بدرجہا بڑھ کر حاصل کر چکا ہے۔

سوم۔ ابو الفضل عیسائی۔ اور مسٹر مارماڈیوک پکتھال اور دوسرے لوگ بھی انگریزی اور اردو تراجم شائع کر چکے ہیں۔ ان لوگوں نے قرآن کریم کو دوکانداری کا ذریعہ نہ بنایا مگر آپ کے "حضرت امیر" نے فروخت ترجمہ کے واسطے ایک انجمن اور بہت سارے ایجنٹ کمیشن پر رکھے۔ یہ بنیا پراپیگنڈا کی ہے۔ کوئی امرت دھارا فروخت کرتا ہے۔ کوئی سرمہ نور البصر تو کوئی ترجمۃ القرآن۔ بہرحال پیٹ پالنے کے لئے آپ کے "حضرت امیر" اور ان کے رفقاء نے یہ ذریعہ بنا لیا۔

اسی طرح مولوی احمد صاحب بخاری کا ترجمہ کر دیں۔ اور حضرت امیر کے نام سے شائع ہو۔ تو اس سے حضرت امیر کی خاموش دعاؤں کو کیا تعلق۔

قادیان میں ترجمہ اور تفسیر ہو رہی ہے۔ اور اپنے وقت پر شائع ہو جائیگی۔ دیر آید درست آید کے مطابق دنیا دیکھے گی کہ حقائق اور معارف کا دریا ہوگا۔ اپنی تفسیر سے حضرت امیر نے روحانی فائدہ کیا اٹھایا ہے۔ کہ دوسرے لوگ اٹھائیں گے۔

لیمز قنہم کا نظارہ

آپ نے لکھا ہے۔ کہ میاں صاحب کو الہام لیمز قنہم ہوا۔ جس کے لئے میعاد بھی مقرر کی گئی تھی۔ میرے سادہ طبع بابو صاحب کیا خواجہ صاحب اور ان کے درثا کا "حضرت امیر" اور ان کے رفقا اور انجمن سے قطع تعلق۔ شیخ غلام محمد صاحب مدعی مصلح موعود کا ظہور اور احمدیہ بلڈنگس میں فتور۔ خان صاحب محمد حسین شاہ صاحب کا "حضرت امیر" سے منحرف ہونا۔ اور آپ لوگوں کا ہاتھ جوڑ جوڑ کر راضی کرنے کی سعی کرنا۔ اور جناب محمد مجیب خان صاحب

آف زیدہ و معتمد انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اظہار خیالات دربارہ رد حاشیت حضرت امیر اور جناب سید عبد الجبار شاہ صاحب سابق بادشاہ سوات و معتمد انجمن اشاعت اسلام کا آپ لوگوں کو خشک منطقی کہنا۔ اور شیخ غلام محمد کی تحریری اور زبانی معاونت کرنا۔ پشاور میں خان صاحب شیخ محمد بخش خان صاحب سابق ای۔ اے۔ سی کا آپ سے سختی سے قطع تعلق کرنا۔ جناب مولوی صدر الدین صاحب کا امارت کے واسطے کوشاں ہونا۔ اور جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب کا آپ کی انجمن سے شاکی ہونا۔ گذشتہ ایام میں پشاور میں حضرت امیر کے ورود کے بعد آپ کے گروہ کے ارکان کا خفیہ اجلاس آپ سے منحرف ہونے پر۔ اور پھر پشاور کے سرکردہ پیغامیوں کا مولوی عبد اللہ تیماپوری کی رسالت پر ایمان لانا وغیرہ وغیرہ۔ اس بات کا کافی ثبوت ہیں۔ کہ آپ جن کو تحسبہم جمیعا کا مصداق خیال کرتے ہیں اور قلوبہم شتیٰ کے مصداق ہیں اور الہام لیمزقنہم کل ممزق کے صفائی سے پورے ہونے کے گواہ۔ اگر ان امور کو کافی نہیں سمجھتے تو کچھ مدت اور انتظار کریں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

دعائے مقابلہ

پرنس آف ویلز کے حضور جو تحفہ پیش کیا گیا تھا۔ بابو صاحب نے اس میں سے دعائے مقابلہ کی عبارت نقل کر کے بتایا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے استجابت دعا کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کو پیش کیا ہے۔ نہ کہ اپنے نفس کو۔ سو واضح ہو۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے جس جماعت کو پیش کیا ہے۔ حضور کی بیعت شدہ ہے۔ آپ لوگوں کے چند افراد کو حالانکہ پیش نہیں کیا۔ اور جب جماعت بغیر امام کے جماعت کہلا ہی نہیں سکتی۔ تو امام کس طرح جماعت سے علیحدہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ اور کسی جماعت کا بحب اور مستجاب الدعوات ہونا اس کے امام کی قوت قدسی کا عکس ہوتا ہے۔ خاکسار، سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ پشاور

پہرہ کیلئے کتوں کی ضرورت

اچھی نسل کے کچھ کتوں کی ضرورت ہے۔ جن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کوٹھی دار الحمد کے لئے پہرہ کا کام لیا جائے گا۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں یا وہ مہیا کر سکتے ہوں تو ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دیں۔ تا ان کے منگوانے کا انتظام کیا جائے۔

چمڑے کا بہترین مال

ہمارے ہاں سے ہر قسم کے کروم لیدر و دیگر سامان جوتا و ہر قسم کے ولایتی امریکن اور جرمن لیدر مل سکتے ہیں۔ ہر قسم کے چمڑے کے بوٹ شوز اور ربڑ کے بوٹ شوز جاپانی و کلکتہ کے تیار شدہ بہت ہی مناسب قیمت پر اور معمولی کمیشن پر ارسال ہونگے۔ آزمائش ضروری ہے۔ بس

ملنے کا پتہ

دوست محمد اینڈ کمپنی ۸ ۔ بینٹنک سٹریٹ کلکتہ

ضرورت باورچی

بمقام دہلی ایک مخلص احمدی عمر رسیدہ باورچی کی ضرورت ہے جو عمدہ کھانا پکانا جانتا ہو۔ تنخواہ دس روپے سے کے پندرہ روپے ماہوار اور کھانا وغیرہ کے علاوہ ہوگا۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

عبد الحکیم احمدی ہیڈ کوارٹر رائل ایئر فورس شملہ

تازہ شہادت قابل غور ہے

صد شکر کا مقام ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہمیشہ اس دواخانہ کے شامل حال رہا ہے۔ اس دواخانہ کو یونانی فن دواسازی میں جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے۔ اس کی ادویات ماہرین فن کی نظروں میں ایک خاص حیثیت رکھتی ہیں۔ اور حقیقت شناس نظریں ہماری ادویات کی ہی قدر کرتی ہیں۔ گو بانی دواخانہ ہذا عالی جناب حکیم عبد الرحمن کاغانی مرحوم کے زمانہ سے اس کے خلاف پروپیگنڈا ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر سچ ہے۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ باوجود مخالفت کے یہ دواخانہ خدا کے خاص فضل سے ترقی پر ہے۔ اور کثرت سے معزز اصحاب جب ان کو خاص استعمال کے لئے ادویہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو از راہ قدردانی اس دواخانہ کو ہی یاد فرماتے ہیں۔ یہ شہادت ہے۔ حکیم عبد الرحمن صاحب کاغانی مرحوم میرے دوست تھے۔ اس کے علاوہ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میرے والد صاحب ایک مستند طبیب تھے۔ اور میں نے باوجود اللہ اطبائے علم طب حاصل کرنے کے دوبارہ ان کے قابل قدر استاد حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوبارہ طب یونانی پڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے دواخانہ رحمانی کے کاروبار کے متعلق عموماً مجھ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد میں نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ میں اب ان کے بچوں کی بہتری کے لئے ان کی یادگار دواخانہ رحمانی کی سرپرستی اور نگرانی اپنے ذمہ لوں۔ میں نے ان کی وفات کے بعد مختصاً اس کا اعلان کر دیا تھا۔ اب دوبارہ اس کا اعادہ کر کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو دوائیں حکیم کاغانی صاحب مرحوم کے وقت باہر بھیجی جاتی تھیں۔ یا جن کا اشتہار میں ذکر ہوتا تھا۔ وہ سب اسی احتیاط سے اب بھی ان کے دواخانہ میں تیار کی جاتی ہیں۔ لہذا احباب کو بوقت ضرورت آئندہ دواخانہ کا اب بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے عمدہ کو بھیجیں گے۔ واحد سرور شاہ، پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ عبد الرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی۔ قادیان

ککرے ! ککرے ! ککرے !!!

آنکھوں کیلئے کیا ہی تباہ کن مرض ہے۔ اس سے آنکھوں میں کھجلی کی تکلیف رہتی ہے۔ روشنی میں آنکھیں بخوبی کھل نہیں سکتیں۔ نظر آہستہ آہستہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ غرضیکہ اس مرض سے مریض سخت تکلیف میں ہوتا ہے۔ یہ مرض اگر ایک دفعہ جڑ پکڑ جائے۔ تو ہٹنے کا نام نہیں لیتا اور اکثر اوقات اپریشن تک نوبت آجاتی ہے۔ پس اس مرض کا بہراں کم کرتے ہے۔ بہت جلدی انتظام کرنا چاہیئے۔ بہرحال اس مرض کے لئے علاج سرمہ نورانی ہے۔ ککرے نئے ہوں یا پرانے سرمہ نورانی کے استعمال سے بہت جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ اگر فائدہ نہ ہو تو حلفیہ تحریر آنے پر قیمت واپس کر دی جائیگی۔ ضرور آزمائش کیجئے۔ اور اس بیش بہا تحفہ سے فائدہ اٹھائیے۔ سرمہ نورانی کا روزانہ استعمال نظر کو تیز کرتا ہے۔ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک ۲ کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ مفت طلب فرمائیے۔

دلکشا منجن دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض کے لئے دافع مرض ہے۔ اس سے پائیوریا جیسا موذی مرض بھی جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔ لیکن مستقلاً کیا استعمال کرنا شرط ہے۔ قیمت فی شیشی ۱

دلکشا ہیئر آئل بالوں کے لئے از بس بہترین تیل ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ اونس ایک روپیہ ۹ اونس کی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک ۱۲ دو اونس والی دو شیشیاں ایک ہی شیشی جتنے محصولڈاک میں جا سکتی ہیں۔ اس کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔

کنارسی ارونس عورتوں اور بچوں کی مخصوص بیماریوں میں لاثانی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ تین شیشی للعہ تفصیل کیلئے کارخانہ کی مکمل فہرست ایک کارڈ لکھکر مفت طلب فرمائیے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

حکومت افغانستان کے متعلق جنیوا سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ لیگ اسمبلی نے اتفاق رائے سے افغانستان کو لیگ آف نیشنز میں شامل کرنا منظور کر لیا ہے۔ سر آغا خاں نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس تاریخی موقعہ پر ہندوستان کا کوئی نمائندہ اور کوئی مسلمان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک وہ وقت تھا۔ جب افغانستان کے حکمران اپنی قوم کو پرشور دنیا سے علیحدہ رکھنا چاہتے تھے۔ میرے جیسے مسلمان کے لئے یہ کم اہم بات نہیں ہے۔ کہ ایک اور اسلامی ملک لیگ میں شامل ہو گیا ہے۔

مولانا اسمٰعیل غزنوی کے متعلق بمبئی سے ۲۶ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ عدالت عالیہ نے ان کی اپیل دائر کرنے کی درخواست کو مسترد کر دیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے حکم سے پولیس پر حاجیوں کو زدوکوب کرنے کا الزام لگانے کی وجہ سے ان کو تین ماہ قید اور تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہو چکی ہے۔

گاندھی جی کے فرزند مسٹر رامداس گاندھی احمد آباد سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع کے مطابق بہت بیمار ہیں۔

ایرانی فنون لطیفہ و اشیاء قدیمہ کے امریکن انسٹی ٹیوٹ کے ناظم اعلےٰ کا بیان ہے۔ کہ مشہد کی لائبریری میں قرآن پاک کے قلمی نسخوں کی نو ہزار جلدیں ہیں۔ جو مختلف دور کے شاہان ایران و سلاطین ہند کی جمع کردہ ہیں۔ ان قلمی نسخوں میں بعض ایسے ہیں۔ کہ ان کا صرف ایک ایک صفحہ آرٹسٹ نے کئی کئی سال میں تیار کیا تھا۔ ایک نسخہ کا صرف سرورق سات سال میں تیار ہوا تھا۔

ملکہ معظمہ نے لنڈن سے ۲۶ ستمبر کی اطلاع کے مطابق دنیا کے سب سے بڑے برطانوی جہاز کہ جس کا نام "کوئین میری" ہے۔ کامیابی کے ساتھ سمندر میں اتارنے کی رسم ادا کی۔ رسم کی ادائگی کے وقت موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ مگر اس کے باوجود ایک لاکھ کے قریب تماشائی جمع تھے۔ جہاز ۱۹ سیکنڈ کے عرصہ میں بھاری زنجیروں کے ذریعہ سے سطح آب پر اتارا گیا۔ ملکہ معظم بحری لباس میں ملبوس تھے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے مالکان کمپنی کو خراج تحسین ادا کیا کہ انہوں نے اس قسم کا ایک نادر روزگار جہاز تیار کیا ہے۔

ٹوکیو سے ۲۴ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ روس اور جاپان کے درمیان جو خطرناک کشیدگی موجود تھی۔ وہ چین کی شمالی مشرقی ریلوے کے خرید لئے جانے کے بعد اب ختم ہو گئی ہے۔

شاردا ایکٹ کے بانی مسٹر ہربلاس شاردا کے متعلق بمبئی سے ایک اخبار نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی بارہ سالہ بھانجی کی شادی راجپوتانہ کی ایک ریاست کشن گڑھ میں جا کر کی۔ تا کہ برطانوی قانون کی زد میں نہ آئیں۔ اور اس طرح خود ہی اس قانون کی خلاف ورزی کی۔

قونصل جنرل افغانستان متعینہ ہند سردار صلاح الدین سلجوقی شملہ سے ۲۸ ستمبر کی اطلاع کے مطابق ایران روانہ ہو گئے ہیں۔ طہران میں آپ فردوسی کی یادگار میں منائی جانے والی تقاریب میں شامل ہوں گے۔

حیدر آباد دکن سے ۲۳ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ آریہ سماجیوں کے گمراہ کن پراپیگنڈا کے متعلق ایک اہم بیان پریس کو ارسال کیا گیا ہے۔ جس میں حضور نظام نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دولت آصفیہ میں کسی مذہب پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ مذہبی معاملات میں میری حکومت کی حکمت عملی بالکل غیر جانبدارانہ رہی ہے۔ اگر کوئی جماعت یا فرقہ ایسی حرکات کرے۔ جن سے کسی دوسری جماعت یا فرقہ کے جذبات کو ٹھیس لگے۔ تو حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ انصاف کے نام پر مفسدین کے ساتھ قانونی کارروائی کرے۔

وائسرائے ہند شملہ سے ۲۸ ستمبر کی اطلاع کے مطابق ۳ اکتوبر کو شملہ سے روانہ ہونگے اور مشہد کی تشریف لے جائیں گے۔ جہاں لیڈی ولنگڈن بھی آ جائیں گی۔ اور دونوں ۱۰ اکتوبر نئی دہلی پہنچ جائیں گے۔

شملہ سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وزیر ہند نے ۱۲ اکتوبر سے ہز ایکسی لنسی سر جیمز سٹیفن گورنر بہار کی چار ماہ کی رخصت منظور کر لی ہے۔ آپ کی جگہ مسٹر جے ڈی ہائے قائم مقام گورنر بنائے گئے ہیں۔

عدالت عالیہ پنجاب میں شملہ سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع کے مطابق یکم اکتوبر سے مسٹر دین محمد اور مسٹر ینگ ایڈیشنل جج مقرر کئے گئے ہیں۔ تا کہ عدالت کے بقایا کام کو ختم کیا جائے۔ اس طرح عدالت عالیہ کے ججوں کی تعداد چودہ سے سولہ ہو جائے گی۔

حکومت اسپین نے ایک حکم دیا ہے۔ جس کی رو سے لڑکے اور لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم ممنوع قرار دی گئی ہے۔ ابتدائی تعلیم اور دیہاتی سکولوں کو اس عام قانون سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

حکومت ایران نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس کی رو سے غیر ملکی ہوائی جہازوں کے داخلہ کی حدود ایران میں ممانعت کر دی گئی ہے۔

کراچی کارپوریشن میں ۲۵ ستمبر کو نتھو رام کے قتل کی مذمت کا ریزولیوشن پیش ہوا۔ مگر پاس نہ ہو سکا۔

برطانوی بیکاروں کے لئے برطانوی حکومت نے حال ہی میں اسی لاکھ پونڈ منظور کئے ہیں۔ اس رقم سے کم از کم ستر لاکھ بیکار کام پر لگ سکیں گے اور برطانیہ کا مسئلہ بیکاری بہت حد تک حل ہو جائیگا۔ افسوس ہندوستانی بیکاروں کی طرف کوئی توجہ نہیں۔

روزانہ اکالی پتریکا لاہور کے دفتر اور پریس پر ۲۴ ستمبر پولیس نے چھاپہ مارا۔ اور تلاشی لی۔ یہ تلاشی ایک آرٹیکل کی تلاش کیلئے ہوئی۔ جو پنجاب نوجوان بھارت سبھا کے ایک سرگرم کارکن نے اشاعت کے لئے بھیجا تھا۔

فرانس کے وزیر خارجہ نے جنیوا سے ۲۸ ستمبر کی اطلاع کے مطابق لیگ آف نیشنز کی کونسل کے اجلاس میں اعلان کیا۔ کہ سار کے علاقہ میں امن بحال کرنے یا قائم رکھنے کے لئے فرانس وہاں فوج بھیجنے میں تامل نہیں کرے گا۔ فرانس نے سار میں اپنے کسی حق کو ترک نہیں کیا۔ ہاں وہ سار کے لوگوں کے فیصلہ کا پابند رہے گا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مدنا پور نے ایک تازہ تقریر میں اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ کہ گزشتہ ایک سال میں بنگال سے دہشت انگیزی کو ختم کرنے پر ایک کروڑ ۳۷ لاکھ روپیہ گورنمنٹ صرف کر چکی ہے۔ لیکن ابھی مکمل طور پر دہشت انگیزی کا خاتمہ نہیں ہوا۔

کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں ۲۹ ستمبر کو منعقد ہوا۔ جس میں بابو راجندر پرشاد صاحب کو باتفاق آراء انڈین نیشنل کانگریس کے آئندہ اجلاس کا صدر منتخب کیا گیا۔

گاندھی جی کے متعلق بمبئی سے ۲۹ ستمبر کی خبر ہے کہ آپ کانگرس کے اجلاس میں شریک ہونگے۔ اور نیز سبجیکٹس کمیٹی کے اجلاس میں تقریر کریں گے۔

گورنر جنرل شملہ سے ۲۹ ستمبر کی اطلاع کے مطابق یکم اکتوبر کو ایک باضابطہ اعلان کے ذریعہ موجودہ اسمبلی کو توڑنے اور نئی اسمبلی کے انتخابات کا اعلان کر دیں گے۔ کیونکہ قواعد کے مطابق گورنر جنرل کو اسمبلی کی میعاد ختم ہونے سے تین ماہ پہلے اس قسم کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ موجودہ اسمبلی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی